اقبال

معذوری کو بے معنی بنانے والی فلم

ٹیریسا تھراکن

اوپر: اقبال اپنی پناہ گاہ میں بیٹھا ہوا ھے جہاں اس کے خوابوں اور اس کے پسندیدہ کرکٹ کھلاڑیوں کی تصویروں نے اُسے چاروں طرف سے گھیر رکھا ھے۔

نیچے: شریاس تل پاڈے جس نے فلم میں اقبال کا کردار نبھایا ھے، اپنے کوچ نصیرالدین شاہ سے بالنگ کا گُر سیکھتے ہوئے۔

اقبال چھوٹے بجٹ کی ایک فلم ہے جس میں کلیدی کردار تھیٹر کے ایک غیر معروف اداکار نے نبھایا ہے۔ اس فلم نے ناقدین اور عوام کے درمیان ہلچل پیدا کرنے والی بمبئیا فلم صنعت کی تسلیم شدہ منطق کو الٹ کر رکھ دیا ہے۔ ''اقبال'' میں رقص نہیں ہے، گلیمر برائے نام ہے، کوئی بڑا اسٹار نہیں ہے اور سب سے زیادہ نمایاں بات یہ ہے کہ اس میں کوئی رومانس نہیں ہے۔ اس فلم سے تحریک پا کر آرٹسٹ ایم ایف حسین نے چار پینٹنگس فروخت کر کے اس فلم میں مزید دلچسپی پیدا کر دی۔ ہندوستانی کرکٹ کی ایک عظیم ہستی کپل دیو نے اس فلم میں ایک اہم رول ادا کیا ہے۔

''اقبال'' گاؤں کے رہنے والے لیکن قومی سطح کا کرکٹ اسٹار بننے کے خواہش مند ایک لڑکے کے بارے میں خوش سلیقگی سے پیش کی گئی کہانی ہے۔ وہ لڑکا اس مقصد کے حصول کے لئے بڑی بڑی دشواریوں پر قابو حاصل کرتا ہے۔ ''اقبال'' میں اصل پیچ ایک ایسے کمسن مگر امنگوں سے بھرے نوجوان کو سنبھالنے کا ہے جو گونگا اور بہرا ہے۔ اس فلم میں جس طرح سے ہیرو کو دکھایا گیا ہے وہ ''بلیک'' کے عمل سے جداگانہ ہے کیوں کہ اس میں اپنی معذوری پر قابو پانے کے لئے ایک بہری اور اندھی لڑکی کی جدوجہد کے بارے میں ہمدردانہ تفصیلات پیش کی گئی تھیں۔ ''اقبال'' کے ڈائرکٹر ناگیش کوکنور کا کہنا ہے کہ ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ ناظرین کو پانچ منٹ کے اندر یہ بھول جانے پر مجبور کر دیں کہ یہ ہیرو معذور ہے۔ اور وہ کامیاب ہوئے۔ یہ سچ ہے کہ کلیدی کردار، جسے شریاس تل پاڈے نے نبھایا ہے، نہ سن سکتا ہے نہ بول سکتا ہے اس لحاظ سے بے معنی ہو جاتا ہے کہ خواب دیکھنے والا یہ نوجوان اپنے والد کے اعتراضات کا بھی سامنا کرتا ہے، پیسہ کی کمی سے بھی دور چار ہے، مخاصمت اور مضحکہ بھی جھیلتا ہے اور اس کا کوچ بھی نہ صرف شرابی بلکہ ابتدائی مرحلوں میں ناقابل اعتبار ہے۔

یہ اثر پذیری ہمیشہ کے لئے ایک رنگ پر قائم کسی معذور کے رول کی نفی کرتی ہے اور یہ ثابت کرتی ہے کہ کوئی معذور شخص بھی اصل دھارے کی زندگی میں مقدور بھر حصہ لینے کا اہل ہے۔ ایک طرف باپ ہے جو رہ رہ کر اقبال کی ''محدود صلاحیتوں پر'' چوٹ کرتا رہتا ہے۔ دوسری طرف ماں ہے جو اس پر فخر بھی کرتی ہے اعتماد بھی۔ پھر ایک چھوٹی بہن ہے جو اپنے معذور بھائی کی عملی مدد کرتی ہے اور اشاروں کی زبان کے ترجمان کے طور پر اپنی خدمات بھی پیش کرتی ہے۔

صرف ایک منظر میں اقبال کی معذوری فلم دیکھنے والے کے دل میں اتر جاتی ہے، جب اسے کرکٹ اکیڈمی سے نکال باہر کیا جاتا ہے اس وقت وہ رات کو ایک گوشہ میں چلا جاتا ہے جہاں گھاس پھوس ہے لیکن ہر طرف کرکٹ کھلاڑیوں کے فوٹو گراف لگے ہوئے ہیں۔ وہاں وہ آواز نکالے بغیر روتا ہے۔ وہ اپنی خاموشی میں قفل بند ہے اور کسی دوسرے ذی روح کے سامنے اپنا دکھ ظاہر کرنے کا اہل نہیں ہے۔

تاہم اس لڑکے نے بقا کے لئے تحفظ کی اہمیت جان لی ہے۔ اسے اپنی خوابوں کی بقا چاہئے اور اپنے خوابوں کی تعبیر تلاش کرنے کی راہ میں وہ اپنے کوچ، جس کا رول نصیرالدین شاہ نے نبھایا ہے، کو کچھ عملی سبق سکھاتا ہے۔ کوچ کے پانچوں حواس سلامت ہیں۔ وہ کافی صلاحیتوں کا بھی مالک ہے لیکن اس کھیل کی سیاست اور دشواریوں کا سامنا کرنے سے معذور ہے۔

اس فلم میں کچھ اور سبک گوشے بھی اجاگر کئے گئے ہیں۔ جیسے اقبال کی بہن کو دبی کچلی اور ناخواندہ اور گھر کی چوکھٹ تک محدود ایسی لڑکی نہیں دکھایا گیا ہے جس کی کمسنی میں شادی کر دی جائے بلکہ اقبال کی بہن اسکول میں پڑھنے والی ایک پُر اعتماد اور بے باک لڑکی ہے جو ان تمام لڑائیوں میں اپنے بھائی کا ساتھ دیتی ہے۔ یہ فلم غیر روایتی اور اصل دھارے کے سنیما کا کامیاب امتزاج ہے۔ نصیرالدین شاہ اور کرکٹ اکیڈمی میں پاجی کوچ کا رول نبھانے والے گریش کرناڈ نے اس غیر دلچسپ کہانی اور اس میں کام کرنے والے مقابلتاً کم معروف اداکاروں کو بمبئیا فلموں کے ناظرین کے لئے اپنی ہنرمندی سے قابل قبول بنا دیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ سبھاش گھئی کی مکتا سرچ لائٹ فلمس کی پہلی پیش کش ہے۔ یہ کمپنی مکتا آرٹسٹ کی ایک ڈویژن کے طور پر بنائی گئی ہے جس کا مقصد چھوٹے بجٹ کی فلمیں اور آرٹ فلمیں بنانا ہے۔ اس فلم کو پہلے سے جمے جمائے مارکیٹنگ جال کا فائدہ حاصل ہوا۔ اب اس فلم کو علاقائی زبانوں میں ڈب کرنے کا منصوبہ ہے۔ ظاہر ہے کہ سادگی کا آمیزہ اور ''اقبال'' کی کامیابی بالی ووڈ میں ایک نیا اور مثبت رجحان ہے۔ □

مصنفہ کے بارے میں: ٹیریسا تھراکن ایڈیٹر کے طور پر کام کرتی ہیں۔ وہ ممبئی کی آزاد قلم کار ہیں